خواجہ حیدر علی آتشؔ

(۱۷۶۴ء.........۱۸۴۶ء)

نام حیدر علی اور تخلص آتشؔ تھا۔ آپ فیض آباد، لکھنو میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ علی بخش تھا جو دِلّی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ شجاع الدولہ کے عہد میں دِلّی چھوڑ کر فیض آباد آ گئے تھے۔ ابھی آتشؔ صغیر سِن تھے کہ والد وفات پا گئے۔ اس لیے ان کی تعلیم و تربیت بہتر طریقے سے نہ ہو سکی۔ آتشؔ نے نواب مرزا تقی خاں کی ملازمت اختیار کر لی۔ اُن کے ساتھ لکھنؤ آ گئے۔ شاعری میں مصحفیؔ کی شاگردی اختیار کی۔ آپ کے اپنے ہم عصر شاعر امام بخش ناسخؔ سے کئی ادبی معرکے ہوئے۔ آپ قلندرانہ مزاج کے حامل تھے، اِس لیے کسی دربار سے وابستہ نہیں ہوئے۔

آتشؔ غزل گو شاعر تھے۔ ان کی غزلوں میں تغزل کی بیشتر خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ بھی اپنے زمانے کے دیگر شعرا کی طرح شاعری کو شاعرانہ صنّاعی، مرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری کہتے تھے۔ تاہم آتشؔ کے ہاں عامیانہ و سوقیانہ پن دکھائی نہیں دیتا جو اس وقت کے لکھنوی شعرا کے کلام میں جا بجا نظر آتا ہے۔ آتشؔ کے کلام میں فقر و غنا، توکّل، تصوف، دنیا کی بے ثباتی، قناعت پسندی، درویشانہ رنگ اور اخلاقی مضامین بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں تغزل، رجائیت، سادگی و سلاست، نادر تشبیہات و استعارات، عمدہ صنائع بدائع، رندانہ موضوعات اور آتش بیانی کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

آتشؔ کی تصانیف میں ان کا کلیات ہی اہم ہے جس میں ان کا وہ سارا کلام شامل ہے جو مختلف اصنافِ سخن کی صورت میں موجود ہے۔

خواجہ حیدر علی آتشؔ

غزل

مقاصدِ تدریس

۱۔ آتشؔ کے عہد تک، اُردو غزل کے ارتقا سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو آتشؔ اور ان کے اندازِ بیان سے متعارف کرانا۔
۳۔ طلبہ کو اُردو غزل کے مضامین اور موضوعات سے روشناس کرانا۔

رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اجالے میں رویا کیا

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
میں جاگا کیا، بخت سویا کیا

رہی سبز بے فکرِ کِشتِ سخن
نہ جوتا کیا میں، نہ بویا کیا

برہمن کو باتوں کی حسرت رہی
خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

زنخداں سے آتشؔ محبت رہی
کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

(کلیاتِ آتشؔ: جلد اوّل)

مشق

۱۔ دریِ ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟

(ب) شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی ہے؟

(ج) شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟

(د) برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟

(ہ) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟

۲۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔

وصفِ دندانِ یار، فکرِ کشتِ سخن

۳۔ متن کو مدِّ نظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
اندھیرا	غم
وصف	کنواں
قلم	سُخن
عمر	اُجالا
جاگا	دندان
فکر	موتی
زنخداں	بسر
مزا	سویا

۴۔ درِج ذیل شعر میں موجود تشبیہ کے بارے میں اپنے اُستاد سے آگاہی حاصل کریں:

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

۵۔ اِعراب کی مدد سے تلفّظ واضح کریں۔

وصف، قلم، عمر، بخت، کشت، سخن، برہمن، زنخداں

۶۔ الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

وصف، بخت، برہمن، زنخداں، آتش

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

اندھیرا، جاگنا، غم، آگ

۸۔ درجِ ذیل مرکبّات کے نام لکھیں۔

رُخ و زلف، دندانِ یار، کشتِ سُخن

۹۔ غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل کے جواب دیں۔

(الف) اس غزل کا مطلع کون سا ہے؟

(ب) اس غزل کا مقطع کون سا ہے؟

(ج) اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

(د) اس غزل میں موجود کوئی سے پانچ قوافی کی نشاندہی کریں۔

۱۰۔ پانچویں شعر میں شاعر نے کیا استعارہ استعمال کیا ہے؟

استعارہ:

استعارہ کے لغوی معنی اُدھار لینا کے ہیں۔ علمِ بیان کی اصطلاح میں کسی چیز کے معنی عارِیتاً یا مستعار لے کر دوسری چیز کے لیے استعمال کرنا، استعارہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں میں تشبیہ کا تعلق ضروری ہے۔ استعارے میں پہلی چیز کو مستعارلہ، (جس کے لیے کوئی معنی ادھار لیا جائے)، دوسری چیز کو مستعار منہ، (جس سے معنی ادھار لیا جائے) اور دونوں کے درمیان مشترک صفت کو وجۂ جامع کہا جاتا ہے۔ استعارے میں مستعار لہ، کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کی جگہ پر مستعار منہ، آتا ہے۔ مستعار منہ، اپنے حقیقی معنی نہیں دیتا، بلکہ مستعار لہ، کے معنی دیتا ہے۔ استعارے کی مندرجہ ذیل مثالیں دیکھیں:

(الف) ماں نے کہا: میرا چاند سو رہا ہے۔

(ب) اس کی پلکوں پر ستارے چمک رہے ہیں۔

(ج) پاکستانی شیروں نے بھارتی گیدڑوں کو بھگا دیا۔

(د) عرب کا چاند طلوع ہوا تو کفر کے اندھیرے چھٹ گئے۔

(ہ) پنڈی ایکسپریس نے سارے کھلاڑیوں کے چھکے چھڑا دیے۔

پہلی مثال میں چاند مستعار منہ، ہے جو بیٹے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دوسری مثال میں ستارے کا لفظ آنسوؤں کے لیے آیا ہے۔ تیسری مثال میں پاکستانی شیر سے پاکستانی فوجی اور بھارتی گیدڑ سے بھارت کے فوجی مراد ہیں۔ چوتھی مثال میں عرب کا چاند (مستعار منہ) حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیے مستعار لیا گیا ہے۔ آخری مثال میں پنڈی ایکسپریس پاکستان کے تیز رفتار باؤلر شعیب اختر کے لیے مستعار ہے۔ استعارے کے استعمال سے بیان میں خوب صورتی اور دل کشی پیدا ہو جاتی ہے۔

سرگرمیاں:

۱۔ آتش کی اس غزل کو خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں۔

۲۔ آتش کی کوئی اور معروف غزل، اپنی کاپی میں نقل کریں۔

۳۔ جماعت کے کمرے میں، اس غزل کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کی جائے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ غزل کے مختلف اور متنوع مضامین کا تعارف پیش کیا جائے۔

۲۔ دوسرا شعر پڑھاتے ہوئے تشبیہ کی وضاحت کی جائے۔

۳۔ چھٹا شعر سمجھاتے ہوئے بتایا جائے کہ ''غم کھانا'' محاورہ ہے۔ محاورے کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے مجازی پہلو سمجھائے جائیں۔